ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL
QADIAN

# الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

قادیان

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴ — مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۲۶ء — یوم سہ شنبہ — مطابق ۲۱ صفر ۱۳۴۵ھ — نمبر ۱۸


Digitized by Khilafat Library Rabwah

## فہرست مضامین


مدینۃ المسیح ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ڈلہوزی میں .. .. .. .. صدا
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا جناب مولوی محمد علی صاحب سے مصافحہ .. صد۲
اخبار احمدیہ ۔ نظم (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا کلام) .. .. ،،
حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا تازہ نشان
سعد اللہ لدھانوی کے ابتر ہونے کی پیشگوئی کا کامل ظہور .. .. } صد۳
تنظیم کی غلط بیانی (کتاب تیغ فقیر کا مصنف احمدی نہیں) .. صد۴
ارکان سلطنت ترکی کا افسوسناک انجام .. .. .. ،،
سیرت المہدی اور غیر مبایعین ۱۲۷ .. .. .. صد۵
آریوں کی اپنی مذہبی کتب سے ناواقفیت .. .. صد۷
اسلامی پردہ .. .. .. .. .. .. صد۹
شانتی اخبار نرغہ میں ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا .. صد۱۰
علماء زمیندار جمعیۃ العلماء کے ترجمان کی نظر میں فاقہ کشی کے خوگر ،،
اشتہارات .. .. .. .. .. صد۱۱
خبریں .. .. .. .. .. صد۱۲


## مدینۃ المسیحؑ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے ڈلہوزی سے بعض نہایت اہم امور کے متعلق مجلس شوریٰ سے مشورہ طلب فرمایا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ مجلس کی طرف سے مشورہ جانے پر حضور سلسلہ کے متعلق بعض نہایت ضروری اور مفید تجاویز کو جاری فرمائینگے۔

یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ میر محمد اسحٰق صاحب کے ہاں ۲۷ اگست خدا کے فضل سے دوسرا فرزند متولد ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت حضرت کے حضور ایک خاص معاملہ کے لئے بلائے جانے پر تشریف لے گئے ہیں۔

خان صاحب ذوالفقار علیخان صاحب نائب ناظر اعلیٰ چند روز کی رخصت پر شملہ گئے ہیں۔ انکی جگہ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مقرر ہوئے ہیں۔

میر قاسم علی صاحب مولوی اللہ دتا صاحب مولوی غلام محمد صاحب گوگیرہ کے جلسہ پر اور مولوی عبد الغفور صاحب مولوی عبد الکریم صاحب چک نمبر ۱۲۳ (لائلپور) کے جلسہ پر گئے ہوئے ہیں۔

## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ڈلہوزی میں

اس وقت تک کئی معزز اصحاب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے شرف ملاقات حاصل کر چکے ہیں۔ منگل کی شام کو میاں محمد صاحب لائلپوری تشریف لائے۔ چودہری محمد اسمٰعیل صاحب ای اے سی بھی اس دن ملاقات کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ میاں محمد صاحب دیر تک اختلافی مسائل کے متعلق حضرت اقدس سے گفتگو کرتے رہے سلسلہ کلام اس طرح پر شروع ہوا تھا۔ کہ میاں صاحب نے اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ اگر دونوں جماعتوں میں صلح کا کوئی راستہ نکل آئے۔ تو بہت اچھا ہے۔ طاقت بڑھ جائیگی۔ اور لوگ جو اختلاف کو دیکھ کر اعتراض کرتے ہیں۔ ان کا منہ بھی بند ہو جائے گا۔ دیر تک سلسلہ کلام جاری رہنے کے بعد جب میاں صاحب اور چودہری صاحب واپس جانے کے لئے تیار ہوئے۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک راستہ صلح کا نہایت آسان اور سیدھا میں بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ مولوی محمد علی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے اختلاف پیدا ہونے سے پہلے کی جتنی تحریریں نبوت کے متعلق ہیں وہ سب شائع کر دی جائیں۔ میں ان کے متعلق اعلان کر دوں گا کہ میرا بھی عقیدہ یہی ہے۔ جو ان تحریروں میں بیان کیا گیا ہے۔ اگر مولوی صاحب نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی نہیں کی۔ اور میں نے ان کے خیال میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہے۔ تو اس طریق صلح پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن افسوس ہے کہ باوجود صلح کی خواہش کا اظہار کرنے کے میاں صاحب نے اس بارہ میں کسی قسم کی آمادگی کا اظہار نہ کیا

اس عرصہ میں حضور صرف چار دن باہر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اور روزانہ ڈاک کے کام کے علاوہ جو تین گھنٹے سے شاذ ہی کم ہوتا ہے۔ اور ملاقاتوں کے۔ قریباً ڈیڑھ پارہ قرآن کریم کے ترجمہ کے لئے تیاری کی۔

خاکسار عبد القدیر پرائیویٹ سیکرٹری

## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا جناب مولوی محمد علی صاحب سے مصافحہ

مولوی محمد علی صاحب آج کل معہ اہل و عیال ڈلہوزی تشریف رکھتے ہیں بعض پرائیویٹ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ ایک دن راستہ چلتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور مولوی محمد علی صاحب کا آمنا سامنا ہو گیا۔ مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ دو تین اور معزز اصحاب بھی تھے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کیا۔ اور پھر مولوی محمد علی صاحب سے بھی حضور کا مصافحہ ہوا۔

غالباً یہ پہلا مصافحہ ہے۔ جو مولوی محمد علی صاحب کے قادیان چھوڑنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جناب مولوی صاحب موصوف سے ہوا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے مولوی صاحب موصوف کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقرر کردہ مرکز کی طرف قدم بڑھانے کی توفیق بخشے۔

# اخبار احمدیہ

## وفد نمبر ۱ کے پروگرام میں تبدیلی

بنگال اور برما کی جماعتوں کے احتجاج پر مجبوراً پروگرام میں بعض تبدیلیاں کرنی پڑی ہیں۔ اور نیا پروگرام حسب ذیل ہے۔ بٹالہ یکم ستمبر۔ جالندھر ۲ و ۳ ستمبر۔ لدھیانہ ۴ و ۵ ستمبر۔ انبالہ ۶ و ۷ ستمبر۔ سہارنپور ۸ و ۹ و ۱۰ ستمبر۔ بریلی ۱۱-۱۲ ستمبر۔ شاہجہانپور ۱۳-۱۴ ستمبر۔ لکھنؤ ۱۵-۱۶ ستمبر۔ کلکتہ ۱۸-۱۹-۲۰ ستمبر۔ رنگون ۲۴ تا ۲۸ ستمبر۔ مانڈلے یکم اکتوبر تا ۵ اکتوبر۔ رنگون ۸-۹ اکتوبر۔ برہمن بڑیہ ۱۵-۱۶-۱۷ اکتوبر۔ سونگھڑہ ۲۱-۲۲ اکتوبر۔ کٹک ۲۴-۲۵ اکتوبر۔ کیرنگ ۲۶-۲۷-۲۸ اکتوبر۔ بھدرک ۳۰، ۳۱ اکتوبر۔ بھاگلپور ۵ و ۶ نومبر۔ مونگھیر ۷-۸ نومبر۔

اسکے بعد کا پروگرام پھر شائع کیا جائے گا۔ نزدیک کی جماعتوں کو اس تبدیلی سے بذریعہ خطوط اطلاع کر دیگئی ہے۔ باقی احباب بھی مطلع ہوں۔ اگر کسی جماعت کو اعلان شدہ تاریخوں سے ایک ہفتہ قبل کسی تبدیلی کی اطلاع نہ ہو۔ تو وہ سابقہ پروگرام پر عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مبلغین وقت پر پہنچ جائیں گے۔

الٰہ آباد۔ بنارس۔ کانپور۔ پٹنہ میں اگر کوئی دوست جلسہ کا انتظام کر سکیں۔ تو دفتر دعوت و تبلیغ کو مطلع فرمائیں۔

دعا کا خواستگار۔ غلام احمد سیکرٹری وفد تبلیغ ۱

(نوٹ) سیکرٹری صاحبان سے التماس ہے کہ پروگرام میں زیادہ مضامین کی بجائے تھوڑے اور جامع مضامین رکھیں۔ اور لیکچروں کے بعد سوالات کا موقعہ دیں (۳) اپنے پروگرام کی ایک کاپی ہماری اطلاع کے لئے اپنے سے پہلی جماعت کے پاس بھیجدیں۔ مثلاً لدھیانہ کا پروگرام ہمیں جالندھر اور انبالہ مل جائے ۔

## نظم

### حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا کلام

تو وہ قادر ہے کہ تیرا کوئی ہمسر ہی نہیں
میں وہ بے بس ہوں کہ بے در بھی ہوں پر ہی نہیں

لذتِ جہل سے محروم کیا علم نے آہ!
خواہش اُڑنے کی تو رکھتا ہوں مگر پر ہی نہیں

گھونسلے چڑیوں کے ہیں ماندیں ہیں شیروں کیلئے
پر مرے واسطے دنیا میں کوئی گھر ہی نہیں

خوف اگر ہے تو یہ ہے تجھکو نہ پاؤں راضی
جان جانے کا تو اے جانِ جہاں ڈر ہی نہیں

عشق بھی کھیل ہے ان کا کہ جو دل رکھتے ہیں
ہو جو سودا تو کہاں ہو کہ یہاں سر ہی نہیں

آنکھیں پُرنم ہیں جگر ٹکڑے ہے سینہ چاک
یاد میں تیری تڑپتا دلِ مضطر ہی نہیں

ذرہ ذرہ مجھے عالم کا یہ کہتا ہے کہ دیکھ
میں بھی ہوں آئینہ اس کا مہ و اختر ہی نہیں

دل کے بہ جانے کی نالے بھی خبر دیتے ہیں
شاہد اس بات پہ نوکِ مژہ تر ہی نہیں

خواہشِ وصل کروں بھی تو کروں کیونکر میں
کیا کہوں ان سے کہ مجھ میں کوئی جوہر ہی نہیں

دل سے ہے وسعتِ ترحیبِ محبت مفقود
ساقی آمادہ ہے مینا لئے ساغر ہی نہیں

قربِ دلدار کی راہیں تو کھلی ہیں لیکن
کیا کروں میں جسے اسباب میسر ہی نہیں

ہے غمِ نفس ادھر فکر ادھر عالم کا
چین ممکن ہی نہیں امن مقدر ہی نہیں

## تکمیل وصایا کیلئے دورہ

منشی محمد الدین صاحب کارکن دفتر مقبرہ بہشتی کو بغرض تکمیل وصایا اور بغرض حصول حصہ آمد و حصہ جائداد کے دورے پر جانے کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ شروع ستمبر سے دورے پر روانہ ہونگے۔ اس دورہ میں وہ نواح راولپنڈی اور مردان تک پہنچنے کی کوشش کرینگے۔ لہذا میں تمام جماعتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جس جس جماعت میں پہنچیں۔ کارکن صاحبان ان کے ساتھ پوری طور پر تعاون اور کوشش کر کے کام سرانجام کرا دیں۔

محمد سرور سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

## گجرات کی بجائے گوجرانوالہ

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ضلع گوجرات میں نہیں بلکہ ضلع گوجرانوالہ میں بھیجے گئے ہیں ضلع گوجرات کی جماعتیں ان کے متعلق خط و کتابت نہ کریں

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

## تصحیح

۱۴ر اگست کے الفضل میں ایک مضمون "اعلیٰ تربیت اور روحانیت کے اخلاق میں مابہ الامتیاز" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں غلطی سے یہ لکھا گیا ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ الایمان بین الخوف والرجا" قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں۔ احباب تصحیح فرما لیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۳۱ اگست ۱۹۲۶ء

# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا تازہ نشان

## سعد اللہ لدھانوی کے ابتر ہونے کی پیشگوئی کا کامل ظہور

(نمبر ۱)

خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل جہاں سعید اور نیک فطرت لوگوں کے لئے بشیر ہو کر آتے ہیں۔ انہیں روحانی زندگی عطا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے برکات اور انعامات کا وارث بناتے ہیں۔ وہاں شقی ازلی اور کج سرشت لوگوں کے لئے نذیر بھی ہوتے ہیں۔ ان کے پوشیدہ گندوں اور خباثتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کی شرارتوں اور گستاخیوں کا وبال ان پر ڈالتے ہیں۔ اور ان کے اقوال اور افعال کے حسرتناک انجام کو دنیا پر ظاہر کر کے دوسروں کے لئے سامان عبرت مہیا کرتے ہیں ؎

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق مخلوق کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ تو آپ کے آنے پر بھی یہی نتیجہ رونما ہوا۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے سعادت بخشی تھی۔ انہوں نے آپ کے دعویٰ پر آمنا وصدقنا کہا۔ اور آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب اور روحانی تسکین حاصل کی۔ لیکن وہ جن کے حصہ میں شقاوت اور محرومی تھی۔ انہوں نے آپ کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا۔ اور آپ کے خلاف اپنی زبانوں اور قلموں سے اسقدر گند بکھیرا۔ کہ الامان! آخر خدا تعالیٰ کی غیرت نے جو وہ اپنے محبوب اور مقرب انسانوں کے متعلق رکھتا ہے۔ ان کو پکڑا۔ اور کیفر کردار کو پہنچایا۔

ایسے ہی بدبخت انسانوں میں سے ایک شخص سعد اللہ لدھیانوی لدھیانہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف تحریر و تقریر میں بدزبانی اور فحش گوئی کو اپنا دن رات کا شغل بنا لیا۔ اور اس میں اسقدر بڑھ گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی اس ناپاک روش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

”منشی سعد اللہ لدھانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا۔ اور اپنی نظم و نثر میں اسقدر اس نے مجھکو گالیاں دیں۔ کہ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنوں میں سے اول درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا۔“
(تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۲۱)

پھر رقم فرماتے ہیں :۔

”میں باور نہیں کر سکتا۔ کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہو کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں۔ جیسا کہ اس نے مجھے دیں۔“ (صفحہ ۵)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں :۔

”وہ بدقسمت اس قدر گندہ زبانی اور دشنام دہی میں بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ابوجہل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو بلکہ میں یقیناً سمجھتا ہوں۔ کہ جس قدر خدا کے نبی دنیا میں آئے ہیں۔ ان سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ سعد اللہ تھا۔ اس نے مخالفت اور عناد کے کسی پہلو میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور چوہڑوں اور چماروں کو بھی وہ گندہ طریق گالیوں کا یاد نہیں ہوگا۔ جو اس کو یاد تھا۔ سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سے ناپاک گالیاں اس شدت اور بے حیائی سے اس کے منہ سے نکلتی تھیں کہ جب تک کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدطینت پیدا نہ ہو۔ ایسی فطرت کا انسان نہیں ہو سکتا۔ ایسے انسانوں سے سانپوں کے بچے بھی اچھے ہوتے ہیں۔“ (تتمہ صـ۳)

ان حوالوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس قماش کا انسان تھا۔

ایک طرف تو سعد اللہ نے متواتر بدزبانی اور گندہ دہنی کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور دوسری طرف اس نے اپنے خدا رسیدہ ہونے کا ثبوت دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلد فوت ہو جانے اور سلسلہ کے تباہ و برباد ہونے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنی کتاب ”شہاب ثاقب بر مسیح کاذب“ میں لکھا :۔

اخذ یمین و قطع وتین است بہر تو
بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوری
اکنوں باصطلاح شما نام ابتلا است
آخر بروز حشر د بایں دار خاسری۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہتا ہے۔ خدا کی طرف سے آپ کے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ خدا آپ کو پکڑ لے۔ اور رگ جان کاٹ دے۔ اسپر آپ کا سلسلہ جھوٹا ثابت ہو جائیگا۔ اور تباہ ہو جائے گا۔ اور اس دنیا میں ہی آپ کو ناکامی و نامرادی حاصل ہوگی ؎

جب سعد اللہ اپنی شوخی اور شرارت میں اس حد تک پہنچ گیا۔ کہ نہ صرف بدزبانی اور درشت کلامی میں اس نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعوذ باللہ ہلاک ہونے اور آپ کے سلسلہ کے تباہ و برباد ہو جانے کی پیشگوئی شائع کی۔ اور اس طرح اس کی شوخیوں اور شرارتوں کا جام چھلک گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ناپاک فتنہ سے مخلوق خدا کو بچانے کے لئے جناب الٰہی میں یہ دعا کی کہ ”وہ میری زندگی میں ہی نامراد اور ہلاک ہو۔ اور ذلت کی موت مرے۔“

اس دعا کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اپنے اشتہار مشتہرہ ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں لکھا :۔

”حق سے لڑتا رہ۔ آخر اے مردار تو دیکھیگا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں۔ خدا سے لڑ رہا ہے بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت یہ الہام ہوا ہے۔ ان شانئک ھو الابتر۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ سعد اللہ جو تجھے ابتر کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا منقطع ہو جائے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ وہ خود ابتر رہے گا۔“

ان الفاظ میں سعد اللہ کے ابتر ہونے کا وضاحت کے ساتھ اور اس کے اپنے انجام کا مجملاً ذکر آیا ہے۔ لیکن دوسری جگہ ”انجام آتھم“ میں اس کی بھی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عربی اشعار میں سعد اللہ کی بدزبانیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور خباثتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

یالا عنی ان المھیمن ینظلی ٭ حعنہ قہر رب قادر ہو کالی

اے مجھ کو لعنت کرنے والے خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس خدا کے قہر سے خوف کر جو میرا قادر آقا ہے ٭

انی اراک تمیس بالخیلاء ٭ انسیت یوم الطعنۃ النجلاء

میں تجھے دیکھتا ہوں کہ ناز اور تکبر کے ساتھ چلتا ہے۔ کیا تجھے وہ دن یاد نہیں آتا۔ جب تو طاعون زخم کرنے والے کے ساتھ ہلاک ہو گا۔

مندرجہ بالا اشعار اور اشتہار کے الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سعد اللہ کے متعلق دو پیشگوئیاں فرمائیں ایک تو یہ کہ وہ ابتر رہے گا۔ یعنی نہ تو آگے اس کی نسل چلیگی نہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگا۔ نہ اسے اپنی تمناؤں کے پورا ہونے کی خوشی حاصل ہوگی۔ بلکہ وہ ہر رنگ میں خائب و خاسر رہے گا۔ اور دوسری یہ کہ اس کی ہلاکت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں زخم کرنے والی طاعون کے ذریعہ ہوگی ٭

اس پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسقدر اہم قرار دیا۔ کہ فرمایا:۔

اذیتنی خبثاً فلست بصادق ٭ ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

اے سعد اللہ تو نے اپنی خیانت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس میں سچا نہیں ہوں گا۔ اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو ٭

اللہ یخزی حزبکم ویعزنی ٭ حتی یجیٔ الناس تحت لوائی

خدا تجھے معہ تیرے گروہ کے ذلیل کریگا۔ اور مجھے عزت دیگا یہاں تک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائینگے ٭

اللہ اللہ! خدا تعالیٰ پر کیا یقین اور کیسا ایمان ہے۔ کہ حق کے ایک مخالف کو اس کے انجام اور عبرتناک انجام کی اطلاع دیتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ اگر میری زندگی میں تیری موت ذلت اور رسوائی کی موت نہ ہو۔ اور تو طاعون کی سب سے سخت قسم کے ذریعہ ہلاک نہ ہو۔ تو میں سچا نہیں ہوں گا۔ پھر یہی نہیں۔ اس کے مقابلہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے عزت و شہرت دیگا۔ میں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گا۔ اور لوگ میرے جھنڈے کے نیچے جمع ہونگے۔ کیا کسی مفتری اور کاذب میں اتنی جرأت ہو سکتی ہے کہ ایک طرف اپنے دشمنوں کی ہلاکت اور تباہی کی قبل از وقت خبر دے اور دوسری طرف اپنی کامیابی اور بامرادی کا دعویٰ کرے ہرگز نہیں۔

اس امر کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے کہ سعد اللہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کس وضاحت اور صفائی کے ساتھ ہر پہلو کے لحاظ سے پوری ہوئی۔ نیز حال میں اس کا جو کاش

# "تنظیم" کی غلط بیانی

## کتاب "تیغ فقیر" کا مصنف احمدی نہیں

معاصر "تنظیم" امرتسر جو نام کے لحاظ سے تو جناب ڈاکٹر کچلو صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے۔ لیکن دراصل کسی "قریشی" صاحب کے قلم کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق اتنی دفعہ غلط اور گمراہ کن حرکات کا مرتکب ہو چکا ہے کہ ہمیں مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ یا تو سلسلہ کے متعلق اس کی ناواقفیت حد درجہ کو پہنچی ہوئی ہے یا وہ عمداً شرارت کا رنگ اختیار کرتا ہے ٭

حال میں ایک کتاب کے متعلق جس کا نام "تیغ فقیر بر گردن شریر" بتایا جاتا ہے۔ آریہ اخبارات میں بہت کچھ واویلا کیا جا رہا اور اسے دل آزار بتا کر گورنمنٹ کو اس کے خلاف قانونی کارروائی کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اخبار "تنظیم" نے بھی اپنے ۱۲ اگست کے پرچہ میں اس کتاب کے خلاف خامہ فرسائی کی ہے۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ اس نے مصنف کو احمدی قرار دیدیا ہے۔ حالانکہ جو آریہ اخبارات ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ انہیں سے بھی کسی نے اس شخص کو احمدی نہیں بتایا۔ تنظیم لکھتا ہے:۔

"مولوی محمد حسین صاحب احمدی نے اس کتاب میں جناب کرشن کے واقعات کو ایسی غلیظ اور ناپاک زبان میں نظم کیا ہے کہ نہ صرف ہندو بلکہ ہر ایک حق پرست فرزند اسلام کو اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں کوئی باک نہیں ہونا چاہئے"۔

اس کے بعد ایک آریہ اخبار کے حوالہ سے کتاب مذکور سے چند ایسے اشعار نقل کئے ہیں۔ جن میں حضرت کرشن کی شان میں سخت گستاخی اور بے ادبی کی گئی ہے۔ اور اسی وجہ سے ہم ان اشعار کو نقل کرنا پسند نہیں کرتے ٭

ہر ایک شخص جو سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر اور ہماری جماعت کے خیالات سے تھوڑی سی بھی واقفیت رکھتا ہے وہ خوب جانتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف حضرت کرشن کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی قرار دیا ہے بلکہ اپنے آپ کو ان کا بروز بھی بتایا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی مشہور و معروف تصنیف حقیقۃ الوحی کے تتمہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں"۔ (ص ۸۵)

پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت کرشن کو نبی قرار دیا ہے۔ اور خود بروز کرشن ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی احمدی حضرت کرشن کے خلاف کوئی نازیبا لفظ استعمال کرے۔

ایڈیٹر صاحب "تنظیم" نے "تیغ فقیر" کے مصنف کو احمدی قرار دیکر نہ صرف ہماری جماعت کے خلاف سخت غلط فہمی پیدا کرنے کا جرم کیا ہے "جس کے لئے انہیں شرعاً اور اخلاقاً نہایت واضح طور پر تلافی کرنی چاہیئے"۔ بلکہ ہمارے لٹریچر اور ہمارے خیالات کے متعلق اپنی جہالت کا بھی ثبوت دیا ہے ٭

# ارکان سلطنت ترکی کا افسوسناک انجام

سمرنا کے جس مقدمہ سازش کا ہم نے اپنے ایک گذشتہ پرچہ میں ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس میں ترکی کے بڑے بڑے ذمہ دار لوگوں کا ملوث ہونا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی صداقت کا ثبوت ہے۔ جو آپ نے ترکی کے متعلق بایں الفاظ فرمائی تھی کہ:۔

"میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں"

اس مقدمہ کا ذکر کرتا ہوا ہمدرد کا نامہ نگار خصوصی مقیم استنبول لکھتا ہے:۔

"سمرنا کا تاریخی مقدمہ بڑے عبرتناک اور فجیع انجام کو پہنچا۔ ترکی کی آنیوالی نسلوں کے لئے اس میں ایک بڑا درس عبرت ہے وہ ہستیاں جو کل تک ترکی قوم کے سیاہ و سفید کی مالک سمجھی جاتی تھیں۔ اور جن کی ہر کارروائی پر آفرین اور واہ واہ کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ آج مجرموں کی حیثیت میں سولی سے لٹک رہی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ٭

اس تاریخی مقدمہ کا فیصلہ "استقلال محکمہ" نے ۱۳ جولائی کو سنایا۔ تیرہ آدمیوں کو ان کے روبرو اور دو کو ان کی غیر موجودگی میں موت کی سزا دیگئی۔ ایک کو دس سال کے لئے جلا وطن کیا گیا۔ ۱۵ کا مقدمہ انگورہ میں دوبارہ ہوگا باقی ملزموں کو رہا کر دیا ہے۔ جنہیں جرنیل کاظم قرہ بکر پاشا، جرنیل رافت پاشا وغیرہ شامل ہیں۔ (۱) شکری پاشا (مبعوث ازمیت، سابق وزیر تعلیم) (۲) اسمٰعیل جانبولات بک (مبعوث استنبول، سابق وزیر داخلیہ و میئر استنبول) (۳) حافظ محمد بک (سابق طرابزون و سابق وزیر عدالت) (۴) قرہ کمال بک (سابق وزیر خوراک) (۵) خالص طور غور (مبعوث سیواس) (۶) عابدین بک (مبعوث صاروخان) (۷) عارف بک (مبعوث آسکیشہر) (۸) ضیا خورشید (سابق مبعوث لازستان) (۹) رشدی پاشا (مبعوث ارض روم) (۱۰) ادیب بک (سابق جندرامہ کمانڈر) (۱۱) لازستانی اسمٰعیل (ایک مشہور چورتھا) (۱۲) چپور حلمی اور (۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# سیرت المہدی اور غیر مبایعین

## نمبر (۱۳)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے قلم سے

بات نہایت صاف اور معمولی تھی۔ کہ حضرت صاحب نے کسی انگریز کے سوال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہ پوچھتا تھا۔ کہ جس طرح وہ لوگ جنہوں نے بڑے کاموں کی بنیاد ڈالی ہوتی ہے۔ اپنے بعد اپنے کام کو جاری رکھنے کے لئے اپنا کوئی جانشین مقرر کر جاتے ہیں۔ کیا اس طرح میں نے بھی اپنا کوئی قائم مقام مقرر کیا ہے۔ اور پھر یہ ذکر کرنے کے بعد آپ نے والدہ صاحبہ سے فرمایا۔ کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا میں محمود کو مقرر کر دوں۔ جس کے جواب میں انہوں نے کہا۔ کہ آپ جس طرح مناسب خیال فرماتے ہیں کریں۔ اب اس بات پر یہ شور و پکار پیدا کرنا۔ کہ دیکھو دو ڈیوڑھی اندھیر ہو گیا۔ سارے سلسلہ کا انتظام بیوی کے ہاتھ میں دیا جا رہا ہے۔ اور قطعاً کوئی اہلیت اور قابلیت نہیں دیکھی جاتی۔ ڈاکٹر صاحب کے معاندانہ تخیل کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے قطعاً غور سے کام نہیں لیا۔ اور خواہ مخواہ اعتراض پیدا کرنے کی راہ اختیار کی ہے۔ اوّل تو روایت کے اندر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے۔ جس سے یہ سمجھا جاوے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت والدہ صاحبہ کے ساتھ یہ بات مشورہ حاصل کرنے کے لئے کی تھی۔ بسا اوقات ہم دوسرے سے ایک بات پوچھتے ہیں۔ اور اس میں قطعاً مشورہ لینا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ یا تو اس طرح گفتگو کا سلسلہ جاری کر کے خود اپنے کسی خیال کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ اور یا محض دوسرے کا خیال معلوم کرنے کی غرض سے ایسا کیا جاتا ہے۔ یعنی صرف دوسرے کی رائے کا علم حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں کیا خیال رکھتا ہے۔ اور یا بعض اوقات جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے بھی لکھا ہے۔ دوسرے کا امتحان مقصود ہوتا ہے۔ کہ آیا وہ اس معاملہ میں درست رائے رکھتا ہے یا نہیں۔ تاکہ اگر اس کی رائے میں کوئی خامی یا نقص ہو۔ تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور ان تینوں صورتوں میں سے ہر ایک صورت یہاں چسپاں ہو سکتی ہے۔ یعنی یہ بھی ممکن ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ منشاء ہو کہ اس طرح گفتگو کا سلسلہ شروع کر کے اشارۃً اپنے خیال کا اظہار فرمائیں۔ کہ میری رائے میں محمود میرا جانشین ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ آپ اپنے سوال سے محض حضرت والدہ صاحبہ کی رائے معلوم کرنا چاہتے ہوں۔ اور بس اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ آپ کو حضرت والدہ صاحبہ کی تعلیم مقصود ہو۔ یعنی یہ ارادہ ہو۔ کہ اگر ان کی طرف سے کسی غلط رائے کا اظہار ہو۔ تو آپ اس کی اصلاح فرمائیں۔ اور اصل حقیقت کو ظاہر فرمائیں کہ خلافت کے سوال کو کلیۃً خدا پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم نے چھوڑا۔ اور تعجب ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون میں اس تیسری صورت کو تسلیم کرنے کے باوجود پھر نہایت بے دردی کے ساتھ دوسری فرضی باتوں کو درمیان میں لا کر دل آزار جرح کا طریق اختیار کیا ہے۔ اور محض بلاوجہ انجمن اور خلافت کا جھگڑا شروع کر دیا ہے۔ اور بزعم خود حضرت میاں صاحب کی ناقابلیت کو اعتراض کا نشانہ بنا کر اپنے قلب سوزاں کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا پر معاملہ چھوڑنے کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ فلاں شخص خلیفہ نہ بنے۔ بلکہ اس کا منشاء صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنی طرف سے تعیین کا اظہار نہیں کرتے۔ بلکہ معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں۔ وہ جسے پسند کرے گا۔ اس کی طرف اپنے تصرف خاص سے لوگوں کے قلوب خود بخود پھیر دیگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم نے باوجود اپنی زندگی میں حضرت ابوبکر کی خلافت کے بارے میں متعدد مرتبہ اشارات کرتے گئے پھر بالآخر معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ اور صراحتہً یہ حکم نہیں فرمایا۔ کہ ابوبکر میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔ لیکن خدا کے تصرف خاص نے آپ کے بعد ابوبکر کو ہی خلیفہ بنایا۔ اور آنحضرت صلعم کے اشارات پورے ہوئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مرتبہ اس قسم کے اشارات دینے کے باوجود کہ آپ کے بعد معاً یا کچھ وقفہ سے حضرت میاں صاحب کی خلافت ہوگی۔ پھر معاملہ خدا پر ہی چھوڑا اور خدا نے اپنی قدیم سنت کے مطابق اپنے وقت پر حضرت میاں صاحب کی خلافت کو قائم کیا۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو سوال حضرت والدہ صاحبہ سے کیا۔ اس سے مراد حضرت والدہ صاحبہ کا امتحان تھا۔ تو اس صورت میں بھی جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے سمجھا ہے۔ اس سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آپ کا منشاء یہ تھا۔ کہ حضرت میاں صاحب کی خلافت نہیں ہوگی۔ بلکہ اگر کوئی منشاء ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ کہ اس معاملہ کو خدا کے تصرف پر چھوڑنا چاہیئے۔ اور اپنے حکم کے ذریعہ سے اس کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم کی سنت سے ثابت ہے۔ اور دراصل خدا پر چھوڑنے میں یہ مصلحت ہوتی ہے۔ کہ فتنہ پیدا کرنے والوں کو اعتراض کا موقعہ نہ ملے۔ اور وہ کام جو خدا کا منشاء ہوتا ہے۔ وہ خود لوگوں کی رائے سے تصفیہ پا جائے۔ چنانچہ ایسے موقعہ پر خدا ان لوگوں کے قلوب پر ایسا تصرف کرتا ہے۔ کہ وہ اسی شخص کے حق میں رائے دیتے ہیں۔ جو خدا کی نظر میں اس کا اہل ہوتا ہے چنانچہ یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اس سے یہی مراد ہے۔ کہ گو بظاہر صورت لوگ خلیفہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ لیکن اس انتخاب کے وقت لوگوں کے قلوب خدا کے خاص تصرف کے ماتحت کام کر رہے ہوتے ہیں۔ حدیث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد جتنے بھی خلفاء راشدین ہوئے ہیں۔ ان سب کی خلافت کا آنحضرت صلعم کو پیش از وقت علم تھا۔ چنانچہ آپ کے اقوال میں صریح طور پر اس قسم کے اشارات موجود ہیں۔ لیکن باینہمہ آپ نے اپنے حکم کے ذریعہ سے کسی کی خلافت کا فیصلہ نہیں فرمایا۔ بلکہ خدا پر اس معاملہ کو چھوڑ دیا۔ اور پھر خدا نے اپنے تصرف خاص سے ایسا انتظام فرمایا۔ کہ لوگوں کے انتخاب کے ذریعہ سے وہی لوگ مسند خلافت پر قائم ہوتے گئے۔ جن کی کہ پیش از وقت اس نے اپنے رسول کو خبر دی تھی۔

پس خدا پر چھوڑنے کے یہی معنی ہیں۔ کہ ہوتا تو وہی ہے۔ جو خدا کا منشاء ہے۔ اور جس کی کہ عموماً پیش از وقت اس نے اپنے رسول کو خبر دیدی ہوتی ہے۔ لیکن جس طرح خدا کے ہر امر میں ایک اخفاء کا پردہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس معاملہ میں یہ اخفاء کا پردہ رکھا جاتا ہے۔ کہ خدا خود پس پردہ رہکر لوگوں کی رائے کے ذریعہ سے اپنے ارادہ کو پورا فرماتا ہے۔ اور یہی وہ خلافت کا راز ہے۔ جسے ہمارے روٹھے ہوئے بھائیوں نے نہیں سمجھا۔ اور فتنے کی رو میں بہ گئے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اگر وہ گفتگو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے والدہ صاحبہ کے ساتھ فرمائی۔ اس سے مشورہ حاصل کرنا مقصود نہ تھا۔ تو اس کی تین غرضیں عقلاً بانی جا سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ حضرت صاحب کا یہ منشا تھا۔ کہ سلسلہ کلام شروع کر کے اپنے خیال کا اظہار فرما دیں۔ جس طرح کہ آنحضرت صلعم نے بعض موقعوں پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافت کی طرف اشارات فرمائے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے یہ گفتگو محض اس ارادے سے کی تھی۔ کہ والدہ صاحبہ کا خیال معلوم کریں کہ کیا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات محض دوسرے کی رائے کا علم حاصل کرنے کے لئے ایک بات پوچھی جاتی ہے۔ اور تیسرے یہ کہ آپ نے والدہ صاحبہ کے امتحان اور تعلیم کے لئے ایسا کیا تھا۔ تاکہ اگر وہ آپ کے سوال کے جواب میں یہ کہیں۔ کہ ہاں محمود کو مقرر کر دیں۔ تو آپ ان کو اس حقیقت سے مطلع فرمائیں۔ کہ گو واقعہ کے لحاظ سے محمود نے ہی اپنے وقت پر آپ کا خلیفہ بننا ہو۔ لیکن عام سنت اللہ کے مطابق اس سوال کو خدا کے تصرف پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ وہ خود لوگوں کے انتخاب کے ذریعہ سے اپنے ارادے کو پورا فرمائے۔ مگر چونکہ حضرت والدہ صاحبہ کے جواب سے آپ سمجھ گئے۔ کہ وہ اس نکتہ سے آگاہ ہیں۔ اور جانتی ہیں کہ آپ نے وہی کرنا ہے۔ جو خدا کا منشاء اور اسکی سنت ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے آپ مطمئن ہو کر خاموش ہو گئے۔ یہ تینوں صورتیں بالکل معقول اور حالات کے عین مطابق اور روایت کے اندرونی سیاق و سباق سے پوری پوری موافقت رکھنے والی ہیں اور ان کو ترک کر کے ڈاکٹر صاحب کا دوسری فرضی باتوں میں پڑ جانا جن کو روایت کا سیاق سباق اور دیگر حالات ہرگز برداشت نہیں کرتے۔ صرف ڈاکٹر صاحب کی اس دلی مہربانی کا ایک کرشمہ ہے۔ جو وہ ہمارے حال پر رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

دوسرا پہلو اس روایت کا یہ ہے۔ کہ یہ تسلیم کیا جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو حضرت والدہ صاحبہ کے ساتھ یہ گفتگو فرمائی۔ تو اس سے آپ کی غرض مشورہ طلب کرنا تھی۔ یعنی آپ کا منشاء یہ تھا۔ کہ حضرت والدہ صاحبہ سے مشورہ حاصل کریں۔ کہ اس معاملہ میں کیا کرنا مناسب ہے۔ سو اس صورت کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ گو روایت کے الفاظ اور دیگر حالات یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کی غرض کوئی باقاعدہ مشورہ حاصل کرنا نہ تھی۔ لیکن اس بات کو امکانی طور پر تسلیم کرتے ہوئے میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر حضرت صاحب نے مشورہ کے طریق پر ہی یہ گفتگو فرمائی ہو۔ پھر بھی ہرگز اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اور ڈاکٹر صاحب کا یہ سراسر ظلم ہے۔ کہ انہوں نے مشورہ کی حقیقت اور اس کی غرض و غایت کو سمجھنے کے بغیر یونہی ایک اعتراض جما دیا ہے۔ درحقیقت ڈاکٹر صاحب کی یہ ایک سخت غلطی ہے۔ کہ انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ مشورہ کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ بہر صورت قبول کیا جائے۔ یعنی جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے مشورہ لیتا ہے۔ تو اس کا یہ فرض ہو جاتا ہے۔ کہ اس مشورہ کے مطابق عملدرآمد کرے۔ یہ وہ خطرناک غلطی ہے۔ جو ڈاکٹر صاحب کے اس اعتراض کی اصل بنیاد ہے۔ حالانکہ ہر وہ شخص جو قوانین تمدن اور فن سیاسیات سے آشنا ہے۔ بلکہ ہر وہ شخص جو تھوڑا بہت غور و فکر کا مادہ رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال سراسر غلط اور بودا ہے۔ مشورہ لینے والے کے لئے ہرگز یہ ضروری نہیں ہوتا۔ کہ وہ بہر صورت مشورہ کو قبول ہی کرے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ شاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔ یعنی اے نبی لوگوں کے ساتھ مشورہ کر لیا کرو۔ اور جب مشورہ کے بعد کسی بات پر عزم کر لو۔ تو پھر اللہ پر توکل کرو۔ اس آیت میں یہ صاف طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ مشورہ کی پابندی ضروری نہیں۔ اور مشورہ کے بعد مشورہ لینے والے کو یہ اختیار حاصل ہے۔ کہ جس بات کے متعلق اسے اطمینان اور شرح صدر پیدا ہو۔ اس پر قائم ہو جائے۔ سیاسیات میں بھی یہ ایک عام قاعدہ ہے۔ کہ اعلیٰ انتظامی افسران کے ساتھ مشورہ دینے والی مجلسیں ہوتی ہیں۔ لیکن ان افسروں کو اختیار ہوتا ہے کہ اگر مفاد ملکی کے ماتحت ضروری خیال کریں۔ تو اپنی ذمہ داری پر ان کے مشورہ کو رد کر دیں۔ تمدنیات میں بھی دوست دوست بھائی بھائی باپ بیٹے خاوند بیوی وغیرہ کے باہم مشورہ ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن مشورہ لینے والا کبھی اس بات کا پابند نہیں سمجھا جاتا۔ کہ وہ بہر صورت مشورہ کو قبول کرے۔ بلکہ مشورہ کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ مختلف دماغوں کے غور و فکر کے نتیجہ میں بات کے تمام پہلو واضح ہو جائیں۔ اور کسی امر کے حصول کے لئے جو مختلف تجاویز اختیار کی جا سکتی ہوں۔ وہ سب سامنے آ کر اس بات کے فیصلہ کا موقعہ ملے۔ کہ ان میں سے کونسی تجویز اختیار کئے جانے کے قابل ہے۔ ایک اکیلا آدمی جب کسی بات کے متعلق سوچتا ہے۔ تو خواہ وہ کتنا ہی لائق اور قابل ہو بعض اوقات بات کا کوئی نہ کوئی پہلو اس کی نظر سے مخفی رہ جاتا ہے۔ لیکن جب وہ دوسرے لوگوں کو مشورہ میں شریک کرتا ہے۔ تو خواہ وہ لوگ اس سے لیاقت میں کم ہی کیوں نہ ہوں۔ باہم مشورہ سے بات کے کئی مخفی پہلو سامنے آ جاتے ہیں۔ اور کئی باتیں جو اس کے ذہن میں نہیں آئی ہوتیں۔ دوسروں کے ذہن میں آ جاتی ہیں۔ اور اس طرح مشورہ لینے والے کو مختلف تجویزوں اور مختلف پہلوؤں کے درمیان ٹھنڈے دل سے موازنہ کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ پس مشورہ اس غرض کے لئے نہیں ہوتا۔ کہ مشورہ لینے والا دوسروں کے ہاتھ میں اپنے معاملہ کو دیدیتا ہے کہ اب جس طرح کہو۔ اسی طرح میں عمل کروں۔ بلکہ مشورہ اس لئے ہوتا ہے۔ تاکہ مختلف دماغوں کے کام میں لگنے سے معاملہ زیر غور کے متعلق حسن و قبح کے مختلف پہلو سامنے آ جائیں۔ اور پھر مشورہ لینے والا آسانی کے ساتھ موازنہ کر کے کسی ایک رائے پر قائم ہو سکے۔ مگر افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کی طرف قدم بڑھا دیا ہے۔ میری روایت کو کھول کر دیکھا جائے۔ اس میں صاف طور پر یہ مذکور ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت والدہ صاحبہ سے یہ دریافت کیا تھا۔ کہ تمہارا اس معاملہ میں کیا خیال ہے اور بس۔ اب اس سے ڈاکٹر صاحب کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اس روایت سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ نے گویا خلافت کا سارا معاملہ بیوی کے ہاتھ میں دیدیا صاف یہ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مشورہ لینے کے یہ معنی ہیں۔ کہ مشورہ لینے والا مشورہ کا پابند ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر ان کا ایسا خیال نہ ہوتا۔ تو وہ محض مشورہ طلب کرنے کا ذکر پڑھنے پر یہ واویلا نہ شروع کر دیتے کہ دیکھو بیوی کے ہاتھ میں خلافت کا معاملہ دیدیا گیا ہے۔ خوب غور کر لو کہ محض مشورہ مانگنے کا ذکر پڑھنے پر ڈاکٹر صاحب کا یہ آہ و پکار کرنا کہ :۔

" اتنے بڑے عظیم الشان انسان مامور من اللہ کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اپنی وفات کے بعد جماعت کی ساری ذمہ داری کو اپنی بیوی کے اشارہ پر بلا سوچے سمجھے بغیر استعداد اور قابلیت پر غور کئے ایک شخص کے ہاتھ میں پکڑا دینے کو تیار تھا۔ حضرت صاحب کی شان پر خطرناک حملہ ہے "

یہ صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ یا تو ان الفاظ کا لکھنے والا مشورہ کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہے۔ اور یا ہماری عداوت میں اس کا دل ایسا سیاہ ہو چکا ہے۔ کہ وہ دیدہ دانستہ محض ایک غلط نتیجہ نکال کر اور میری طرف وہ بات منسوب کر کے جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آئی خلق خدا کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ گفتگو مشورہ کی غرض سے ہی تھی۔ تو ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اس کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں۔ کہ آپ نے اپنے ایک دلی مونس اور رفیق دیرینہ کی رائے معلوم کرنی چاہی تھی۔ تاکہ اگر وہ مفید اور قابل قبول ہو۔ تو آپ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ نہ یہ کہ آپ کا یہ منشاء تھا۔ کہ بس جو کچھ بھی حضرت ام المومنین کے منہ سے نکلے۔ اس کے آپ پابند ہو جائیں گے۔ اور اپنے فکر و غور سے ہرگز کوئی کام نہیں لیں گے۔ اور نہ ہی دعا اور استخارہ سے خدائے علیم و قدیر سے استعانت فرمائیں گے۔ یہ محض ایک جہالت کا استدلال ہے۔ جس کی نہ معلوم ڈاکٹر صاحب کے دل و دماغ نے انہیں کس طرح اجازت دی ہے۔ اگر یہ مشورہ ہی تھا۔ تو ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مشورہ کے تمام لوازمات کو پورا فرمایا ہوگا۔ یعنی جہاں ایک طرف آپ نے مشورہ کیا تھا۔ وہاں ساتھ ہی اپنے غور و فکر سے بھی کام لیا ہوگا۔ دعائیں بھی فرمائی ہونگی اور استخارے بھی کئے ہونگے۔ اور پھر وہی کیا ہوگا۔ جس پر بالآخر آپ کو شرح صدر حاصل ہوا ہوگا۔ یعنی یہ کہ خلافت کے معاملہ کو خدا پر چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ وہ اپنی قدیم سنت کے مطابق خود اپنے تصرف خاص سے لوگوں کے قلوب کو اس شخص کی طرف پھیر دے۔ جو اس منصب کا اہل ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر سوائے چند اشخاص کے ساری جماعت جمع ہو گئی۔ اور پھر ان کے بعد حضرت میاں صاحب کو خدا نے اس مقام کے لئے منتخب کر دیا۔ اور جماعت کے قلوب کو ان کی طرف جھکا دیا اور سوائے ایک قلیل گروہ کے سب نے ان کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا۔ اور ہزاروں نے رویا اور کشوف اور الہام کے ذریعہ تحریک پا کر بیعت کی۔

الغرض خواہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس گفتگو کو مشورہ کے رنگ میں سمجھا جائے اور خواہ دوسرے رنگ میں خیال کیا جائے ہرگز کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے سخت حیرت ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے ضمیر نے کس طرح یہ اجازت دے دی۔ کہ ایک صاف اور سادہ بات کو بگاڑ کر ایک ایسا نتیجہ نکالیں۔ جو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ اور کوئی عقلمند آدمی جس کی آنکھوں پر تعصب اور عداوت کی پٹی بندھی ہوئی نہ ہو۔ ان الفاظ سے نہیں نکال سکتا۔ جو میں نے لکھے تھے۔ اور اس موقع پر میں اس افسوس کا اظہار کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے اس اعتراض میں حضرت والدہ صاحبہ کے ادب واحترام کو بھی کماحقہٗ ملحوظ نہیں رکھا۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ جس لب ولہجہ میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت والدہ صاحبہ کا ذکر کیا ہے۔ اس لب ولہجہ میں وہ کبھی اپنی والدہ ماجدہ کا ذکر کرنے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔

اس صورت میں کیا یہ افسوس کا مقام نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حرم کا جسے خود حضرت مسیح موعودؑ نے اُم المومنین کے مقدس نام سے یاد کیا ہے۔ اس قدر احترام وادب نہ ہو۔ جیسا کہ ان کو اپنی والدہ کا ہے۔ میں اس امر کے متعلق زیادہ نہیں لکھنا چاہتا۔ کیونکہ ڈرتا ہوں۔ کہ میرے متعلق ذاتیات کا الزام نہ قائم کر دیا جائے۔ مگر مجھے اس کا افسوس ضرور ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر غیرت مند احمدی کو اس کا افسوس ہونا چاہیئے۔

## آریوں کی اپنی مذہبی کتب سے ناواقفیت

جب سے ایڈیٹر صاحب "آریہ ویر" اور "اندر" راولپنڈی کو ہندوؤں کے خلاف فحش اور دل آزار مضامین شائع کرنے کی پاداش میں عدالت سے معافی مانگ لینے پر بھی تین صد روپیہ جرمانہ ہوا ہے۔ اس وقت سے انہوں نے اپنا رخ ہندوؤں سے ہٹا کر مسلمانوں کی طرف پھیر دیا ہے۔ اور اب کئی ہفتوں سے "آریہ ویر" اور "اندر" میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف مضمون نکل رہے ہیں۔ اس کا تو مضائقہ نہیں کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کیوں لکھتے ہیں۔ مگر یہ افسوس ضرور ہے کہ معافی مانگ لینے اور عدالت سے سزایاب ہو جانے پر بھی ان کے لہجہ میں ابھی تک وہی بدگوئی اور بدزبانی موجود ہے۔ جو پہلے تھی۔ اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ جن لوگوں کی طرف سے اسلام اہل اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق مضامین شائع ہوتے ہیں۔ وہ نہ صرف اسلام اور احمدیت سے محض ناواقف اور دوسروں کی کاسہ لیسی سے کام لیتے ہوئے اناپ شناپ لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اپنے مذہب اور کتب سے بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ معترض کے لئے جہاں یہ ضروری ہے۔ کہ وہ غیروں کے عقائد اور اصول سے پوری طرح واقف ہو۔ وہاں اپنے گھر سے بھی باخبر ہو۔ مگر "آریہ ویر" اور "اندر" کے نامہ نگاران دونوں باتوں سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتے ہوئے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے مُنہ آتے ہیں۔ جس کے چند نمونے ذیل میں ملاحظہ ہوں:-

ایک پشاوری آریہ مسمی پنڈی داس جسے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے ذاتی طور پر کوئی واقفیت نہیں۔ بہائیوں اور غیر احمدی مولویوں کی تحریروں سے اعتراض پڑھکر اپنی ہمہ دانی اور شیریں بیانی کا ان الفاظ ثبوت دیتا ہے

"جو لوگ اندھی تقلید میں مست ہو کر صرف مرزا کے نام پر ہی اس کے مقلد بننے کے دعویدار ظاہراً تو اس کے احکام پڑھتے ہیں۔ لیکن باطناً اس کی تحریروں کو جانچنے سے گریز کرتے ہوئے عقل وعلم کو بالائے طاق رکھ کر غیروں کو گالیاں دینے اور بُرا بھلا کہنے سے نہیں جھجکتے۔ اور اتنے آپے سے باہر ہوتے ہیں۔ کہ جس کا معیار کادیانی اخبارات کو ہی دیکھنے سے واضح ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"ہم آریہ ویر کے مسلسل سلسلہ کے دوران میں مرزا کادیانی کے دعویٰ خدائی کی بے اعتنائی کو دکھلا کر اسکے کفر کا زندہ ثبوت دے چکے ہیں۔"

"ناظرین مرزا کی تحریروں کا نمونہ دیکھ کر معلوم کر لیں کہ آپ کونسی لیاقت کے مالک تھے۔"

"ہم نے سُنا ہے۔ کہ لاہوری جماعت اسے (حضرت اقدس علیہ السلام) مہدی اور مسیح موعودؑ تو مانتی ہے لیکن خاتم النبیین نہیں تصور کرتی۔"

"یہ الہام صرف پیٹ پوجا اور اپنی بڑائی اور گدی نشینی کے لئے ہی عمل میں لائے گئے۔ اور اسلام سے علیحدہ اعتقاد کا ایک گروہ قائم کر کے اسلام کا دعویٰ کیا۔ اور اپنا کلمہ تک تبدیل کر لیا۔"

"ہم پیشگوئی بابت قتل لیکھرام پر مفصل و مکمل بحث کر کے مرزا کے کفر وایمان کا ہدیہ پیش کرینگے۔ جس سے انہیں واضح (؟ واضح) طور پر معلوم ہو جائے۔ کہ "نامعلوم الہامات" کے دعویدار الہامی مرزا کے اوہام کہاں تک محض اوہام ہی اوہام ہیں۔"

رسالہ اندر جلد ۱ نمبر ۳-۴ صفحہ ۵۸ تا ۶۴

ناظرین! خط کشیدہ فقرات کو پڑھینگے۔ تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ لوگ جہاں متانت اور سنجیدگی سے کلام کرنا نہیں جانتے۔ وہاں مخالف کے اصول وعقائد اور مستند مذہبی کتب سے بھی محض ناواقف ہیں۔ اس مضمون نگار نے کوئی پوچھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہاں لکھا ہے کہ میں خدا ہوں۔ یا لاہوری جماعت کا نہیں تو اور کس احمدی کا عقیدہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ "اپنا کلمہ تک تبدیل کر لیا۔"

یہاں تک تو میں نے ان کی تحریروں کی تلخی، دل آزار روش اور عقائد سلسلہ سے ناواقف ہونے کے چند نمونے بتلائے۔ اب یہ بتلاتا ہوں کہ ان لوگوں کو اپنی کتب اور تواریخ سے بھی واقفیت نہیں۔ "اندر" کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے:-

"کمارل بھٹ بھارت ورش (ہند) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اشور واد کے خلاف پرچار شروع کیا۔ کمارل بھٹ چونکہ جین پنڈتوں سے پڑھا تھا۔ اور ان کے ساتھ شاستر ارتھ (مناظرات) کرتا تھا۔ اس لئے اس جرم کے عوض میں دہرم کے ٹھیکیداروں نے اس کے لئے چاولوں کی تچھ (؟ تُش چھلکے) کی راکھ میں اسکو تڑپ تڑپ کر جان دینے کی سزا دی۔ چنانچہ اسے چاولوں کے چھلکوں کی گرم راکھ میں زندہ جلا کر مار ڈالا گیا۔" الخ

(رسالہ اندر جلد ۱ نمبر ۳-۴ صفحہ ۱۲، ۱۳)

کیا کوئی آریہ سماجی ثابت کر سکتا ہے۔ کہ شری پوجیہ پاد کمارل بھٹ جی کو دہرم کے ٹھیکیداروں (جینیوں) نے اس کے لئے چاولوں کی تچھ کی راکھ میں اس کو تڑپ تڑپ کر جان دینے کی سزا دی۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ اگر دنیا کے تمام سماجی ملکر بھی کوشش کریں۔ تو وہ کسی مستند تواریخ کا پتہ نہیں دے سکتے۔ جس میں یہ واقع بعینہٖ لکھا ہو۔ کیونکہ یہ بات ہی غلط ہے۔ کہ دہرم کے ٹھیکیداروں (جینیوں) نے شری بھٹ پاد کمارل کو چاولوں کے چھلکوں کی راکھ میں بھسم کر دیا۔ دراصل شری کمارل بھٹ نے اپنی مرضی اور خوشی سے خودکشی کی تھی۔ نہ کہ جینیوں نے انہیں آگ میں ڈالکر بھسم کر دیا۔ ثبوت کے لئے دیکھو پنڈت راجارام صاحب پروفیسر ڈی اے وی کالج کی ہندی تصنیف "شری شنکر آچاریہ اور کمارل بھٹ کا جیون چرتر" صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۵ اس میں صاف لکھا ہے:-

"جب سوامی شنکر آچاریہ جی نے شری کمارل بھٹ جی کا شہرہ سُنا۔ تو یہ انہیں ملنے کے لئے روانہ ہوئے مگر راستہ میں سُنا کہ کمارل بھٹ چاولوں کے چھلکوں کی چتا تیار کر کے جل مرنے کو تیار ہیں۔ یہ جلدی سے وہاں پہنچے۔ اور ان سے پوچھا۔ کہ آپ کا اس طرح آگ میں جل مرنے کا کیا باعث ہے۔ جس کا شری کمارل بھٹ جی نے جواب دیا کہ میں نے ویدوں کی تائید اور بودھوں جینیوں کی تردید کے لئے ضروری سمجھا کہ مخالف کی مذہبی کتب سے بھی واقفیت حاصل کروں۔ اور یہ بھی حکم تھا کہ جنہیں علم کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے مذہب کا علم حاصل کرتا۔ پس میں نے مقصد براری کے لئے ان سے دھوکہ کیا۔ اور ان کے مذہب سے واقف ہو کر تردید کا کام شروع کیا۔ مگر چونکہ میں نے گورو کل کے خلاف کیا ہے۔ اس لئے اس کا کفارہ یہی ہے کہ میں تُش کی آگ میں اپنے آپ کو جلا دوں۔ تاکہ اس گناہ کا اثر زائل ہو۔ اور دوسرے جنم میں کسی سزا کا مستحق نہ ٹھہروں۔"

یہ ہے اصلی واقعہ جسے "اندر" کے نامہ نگار اور آریہ سماج کے مشہور سنسکرت دان "پنڈت لوک ناتھ جی آریہ اپدیشک" نے جینیوں اور بودھوں کو مطعون کرنے کے لئے قابل ملامت پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ "اندر" کے نامہ نگار "پنڈت" کس قدر مبلغ علم رکھتے ہیں

اس کے بعد اب تیسرے نامہ نگار "مہاشہ پریم چند رجی آریہ ورتیش بھاراشٹر" کی تواریخ دانی اور مذہبی واقفیت ملاحظہ کیجئے۔ لکھتے ہیں:-

"اسلام کے بانی مبانی ...... سے پہلے بھی "ایکو برہم دُتیو ناستی" کا جھنڈا بلند کرنے والے شنکر اچاریہ کے پیارے بھکشو دنیا میں موجود تھے۔ اور انہوں نے واقعی عرب میں شو کی پوجا کو جاری کر کے مکہ میں بھی ایک اللہ احد معبود کی عبادت کا راستہ بتا کر عیسائیوں یہودیوں اور مجوسیوں کو راہ راست دکھلایا۔ اور انہیں میں سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ایک تھے۔ جو کہ توحید کے قائل بن کر توحید عالم (غالباً علم توحید مراد ہے) کو ہاتھ میں لیکر میدان میں آئے الخ"

(رسالہ اندر جلد ۱ نمبر ۳-۴ صفحہ ۲۶)

کیا کہنے ہیں اس ریسرچ اور تحقیق کے دعویٰ تو اتنا بڑا کر دیا۔ مگر کوئی ثبوت بھی تو بتلا دیتے۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی شنکر اچاریہ کے شاگردوں نے عرب میں شو کی پوجا جاری کر دی۔ اور "مکہ میں ایک واحد معبود کی عبادت کا راستہ بتلایا" اور سالار توحید فداہ ابی و امی نے بھی انہی بھکشوؤں سے توحید کا سبق پڑھا تھا۔ کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے۔ کہ جس قوم کی تمام عمر عناصر پرستی اور شرک میں ہی گذری۔ وہ اتنا بڑا بول بولے اور کہے کہ نعوذ باللہ ہندوستان کے بت پرست اور لنگ کے پجاریوں سے فخر دو عالم نے توحید سیکھی۔ آریوں کے مناظروں، مضمون نگاروں اور پنڈتوں کا سوامی دیانند اور پنڈت لیکھرام وغیرہ کی بے ثبوت تحریروں کو پڑھ کر یہ کہنا اور لکھنا کہ سوامی شنکر آچاریہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہوئے یا انہوں نے شنکر آچاریہ کے شاگردوں سے توحید کا سبق پڑھا۔ بالکل غلط اور لایعنی دعویٰ ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت کسی بھی مستند (ہندی یا عربی) تواریخ سے نہیں ملتا۔ بلکہ اگر تواریخ کا بنظر امعان اور احتیاط سے مطالعہ کیا جائے۔ تو معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے۔

پس وہ لوگ جو بغیر کافی تحقیق کئے سوامی دیانند جی کی تحریروں سے سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ شنکر آچاریہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت پہلے ہوئے یا پنڈت لیکھرام کی بے ثبوت عبارتوں سے یقین کر بیٹھے ہیں۔ کہ شنکر آچاریہ کے شاگردوں نے عرب میں جا کر توحید کا وعظ کیا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہی سے توحید کی روشنی حاصل کی۔ وہ اس غلط اور گمراہ کن خیال کو دماغ سے نکال ڈالیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شنکر آچاریہ کے شاگردوں سے توحید کا سبق نہیں پڑھا۔ بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگردوں کے شاگردوں سے خود سوامی شنکر آچاریہ نے توحید کی روشنی حاصل کی۔ اور اسی روشنی سے حسب استعداد منور ہو کر بت پرستی کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا۔

آریوں کو یہ دعویٰ نیا اور انوکھا معلوم ہوگا۔ مگر امر واقع یہی ہے۔ کہ توحید کے علمبردار مسلمانوں سے ہی سوامی شنکر آچاریہ نے یہ توحید کی روشنی پائی۔ اگر ہمارے کہنے پر اعتبار نہ ہو۔ تو ثبوت بھی موجود ہے۔

اس سے تو کسی کو بھی انکار نہیں۔ کہ کفر و ضلالت کے مٹانے کے لئے ۶۱۰ء میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور پرنور ہوا۔ پس اس سنہ کو یاد رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل اسناد کو غور سے پڑھنا چاہیئے:-

کرنل الکاٹ بانی تھیوسوفیکل سوسائٹی نے اپنے ایک لیکچر میں بیان کیا تھا۔

"لائق و فائق محققوں نے ان (شنکر اچاریہ) کا زمانہ مسیحوں کی آٹھویں صدی میں قائم کیا ہے"

(ہندو مذہب بدھ دھرم کے درمیان مشابہت و مطابقت و باہمی مناسبت صفحہ ۱۹)

لالہ لاجپت رائے سوانح عمری سوامی دیانند کے صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں:-

"ان مصلحان قوم کو سوامی شنکر آچاریہ کا حوالہ دینے سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے (جس کو غالباً ایک ہزار برس ہوا ہے"

کرنل الکاٹ اور لالہ لاجپت رائے کا بیان باہمی مطابق ہے۔ اول الذکر شنکر آچاریہ کا زمانہ نویں صدی عیسوی بتلاتے ہیں۔ اور موخر الذکر آج سے ایک ہزار سال قبل۔ پس جب نبی کریم چھٹی صدی میں ظاہر ہوئے اور شنکر آچاریہ نویں صدی میں تو غور کیجئے۔ ان دونوں میں سے کون پہلے ہوا۔ اور دیکھو:-

بابو منمتھ ناتھ دت ایم اے اپنی کتاب رہنمایان ہند (اردو ترجمہ) حصہ اول صفحہ ۲۰۱ پر رقمطراز ہیں:-

"نویں صدی کے شروع میں شنکر آچاریہ ملک دکن قصبہ چیتامبر میں پیدا ہوئے"

پنڈت شو شنکر بشر بھارت ورش کے دھارمک اتہاس میں لکھتے ہیں:-

"عیسیٰ کی آٹھویں شتابدی (صدی) میں کمارل بھٹ کی کوشش سے کئی لوگوں نے بدھ مذہب کو چھوڑا۔" (صفحہ ۱۳۷)

اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ شری کمارل بھٹ اور سوامی شنکر آچاریہ ہمعصر تھے۔ جیسا کہ اوپر بھی اس کا ذکر آ چکا ہے۔

پنڈت نردیو شاستری نے لکھا ہے۔ شنکر آچاریہ کا زمانہ سمت ۸۴۵ - ۸۷۷ ہے۔ (آریہ سماج کا اتہاس صفحہ ۱۹۵)

یہی نہیں۔ اسی طرح کی اور بھی بہت سی شہادتیں نقل کی جا سکتی ہیں۔ مگر سماجی پنڈتوں کے لایعنی اور بے سند دعویٰ کو رد کرنے کے لئے یہ بھی کافی سے وافی ہیں۔

اب ان شہادتوں کو پڑھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ چھٹی صدی میں جس وجود باجود کا ظہور ہوا۔ اس نے نویں صدی میں پیدا ہونے والے شخص کے شاگردوں سے توحید سیکھی۔

پس آریہ دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سوامی شنکر آچاریہ جو مالابار میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش پا کر جوان ہوئے۔ وہ ان عرب سوداگروں کے نعرہ توحید سے متاثر ہوئے تھے جو قدیم زمانہ سے مالابار میں آکر تجارت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہی وہ سرزمین ہند ہے جہاں باشندگان عرب نے آکر تجارت کے ساتھ ساتھ توحید کا وعظ بھی کیا۔ اور ہندوستان میں سب سے پہلی مسجد اسی علاقہ (مالابار) میں تعمیر کی۔ اور یہیں سے توحید کی روشنی گرد و نواح میں پھیلی۔ اور سوامی شنکر آچاریہ جیسے عظیم الشان ہندو بھی اپنی استعداد کے مطابق اس سے روشن اور مستفید ہوئے۔

پس اصل واقع یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوامی شنکر آچاریہ سے پہلے ظاہر ہوئے۔

یہ چند باتیں ہیں جو نمونتہً ہم نے "اندر" کے ایک ہی پرچہ سے بتلائیں۔ اور اگر "اندر" اور "آریہ ویر" کے پہلے پرچوں کی پڑتال کی جائے تو انہیں بھی اسی قسم کی بہت سی بلا دلیل بے سند اور بیہودہ باتیں نظر آئینگی۔ یہ چند نمونے بتلائے۔ اب انصاف پسند ناظرین غور فرمائیں کہ اس قماش کے معترضوں کو خطاب کرنا اور ان کی تحریروں پر نوٹس لینا وقت کو ضائع کرنا ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے "آریہ ویر" اور "اندر" کو مخاطب کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مگر چونکہ ان لوگوں کو اپنے مضامین پر ناز تھا۔ اس لئے یہ مختصر سا ریویو کر دیا۔

فضل حسین احمدی مہاجر از قادیان

---

نوٹ: اگر اس بارے میں تفصیلی بحث دیکھنی ہو۔ تو ہمارے اس سلسلہ مضامین کا انتظار کیجئے۔ جو "آریہ سماج کے بانی کی تواریخ دانی" کے عنوان سے عنقریب الفضل میں شائع ہونا شروع ہوگا۔

(احمدی مہاجر)

۱۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اسلامی پردہ

([illegible])

عرصہ سے پردہ پر مختلف اخبارات اور رسالہ جات میں معرکہ آرائی ہو رہی ہے۔ بعض لوگ تو پردہ کے سرے سے ہی مخالف ہیں۔ اور بعض اس قدر تشدد پسند کہ احکام اسلام کی منشاء کے خلاف حد اعتدال سے بھی تجاوز کر گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر موجودہ برقعہ کو دیکھا جائے۔ تو اس سے اسلام میں پردہ کا جو مدعا ہے۔ وہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اس قسم کے برقعہ کو جب اٹھایا جاتا ہے۔ تو سارے کا سارا لباس اور زینت کے مقامات جن کو اللہ تعالےٰ نے چھپانے کا حکم دیا ہے ظاہر ہو جاتے ہیں علاوہ بریں سخت مضر صحت بھی ہے۔ جب منہ پر ڈالا جاتا ہے۔ تو اندر کی گندی ہوا دہیں اندر ہی جاتی ہے۔ جس سے بارہا دم گھٹنے لگتا ہے۔ دراصل ہندوستان میں جو پردہ کی سختی برتی گئی ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہرگز نہ تھی۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ عید کا دن تھا۔ اہل سوڈان ڈھال اور چھوٹے نیزوں کے ساتھ رقص کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا۔ کیا تم اسے دیکھنا نہیں چاہتیں۔ میں نے کہا ہاں چاہتی ہوں۔ فرمایا شروع کرو اسے بنی ارفدہ۔ یہانتک کہ جب میں تھک گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیوں بس۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اب جاؤ۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلامی پردہ میں کس قدر وسعت ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک مسلمان عورت تعلیم قرآنی کے مطابق پردہ رکھ کر اپنے تمام کام کاج کر سکتی ہیں۔ اصول حفظان صحت پر عمل کر سکتی ہے۔ ایک غریب عورت جو سبزی ترکاری بیچتی ہے۔ غض بصر پر عامل ہو کر اپنا آبائی کام بخوبی انجام دیکتی ہے۔ بیشک وہ اپنا سودا فروخت کرے۔ مگر مردوں کے مونہوں کو ٹکٹکی لگا کر دیکھ کر باتیں نہ کرے۔ بلکہ نگاہیں نیچی رکھے۔ اور دل میں یہ خوف رکھے۔ کہ ایک سمیع بصیر ہستی مجھے دیکھ رہی ہے۔ ایک زمیندار عورت جسے اکثر اوقات مردوں کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ بھی اگر غض بصر کی قید کے نیچے اپنے آپ کو رکھے۔ تو پردہ کو ہر طرح ملحوظ رکھ سکتی ہے۔ ایک کلمہ گو بھنگن جو گلیاں کوچے صاف کرتی ہے۔ وہ بھی اگر اپنی نگاہیں نیچی رکھے۔ تو اسلامی پردے میں رہ کر اپنے فرائض عمدگی سے ادا کر سکتی ہے۔ اسی طرح ایک عالمہ عورت مقامات زینت کو چھپا کر لیکچر دے سکتی ہے۔ لیکن اگر برقعہ پہن کر اور نقاب اوڑھ کر مردوں کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے سے پرہیز نہ کیا جائے۔ تو گویا اسلامی پردہ کو ترک کر دیا گیا تاریخ اسلام شاہد ہے۔ کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے بڑی بڑی دور سے لوگ قرآن کریم سیکھنے کے لئے آتے تھے۔ اور وہ انہیں سکھاتی تھیں۔ بہت سی معتبر حدیثیں اور قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہیں۔ پھر حضرت رابعہ بصری کے درس میں بڑے بڑے عالم برائے تحصیل علوم فقہ و حدیث حاضر ہوتے۔ وہ اپنے اسلامی پردہ کو قائم رکھکر انہیں درس دیتیں۔ حضرت سکینہ اتنی جید فاضلہ تھیں۔ کہ بہت لوگ دور دراز ملکوں سے حصول علم کے لئے سفر کی صعوبتیں اٹھا کر حاضر خدمت ہوتے۔ اس وقت صرف مقامات زینت کو چھپانے والا پردہ تھا۔ قرآن کریم ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا۔ کہ مسلمان خواتین دن کو بالکل باہر نہ نکلیں۔ اور صرف گھر کی چار دیواری میں مقید رہیں۔ یا ان کو حصول علم کی کوشش سے باز رکھا جائے۔ کہا ان کا فلسفہ۔ آٹا گوندھنا ان کا جغرافیہ۔ سامان سندوں کی لڑائی ان کا اخبار۔ توہم پرستی ان کی تفریح کا سامان ہو۔ بلکہ یہ پاکیزہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ الا ما ظھر منھا کے مطابق اپنی آنکھیں۔ دہن اور ناک سانس لینے کے لئے ننگا رکھ سکتی ہو۔ تاکہ تمہاری تعلیم تمہارے کاروبار تمہارے معاملات تمہاری حفظ صحت میں کسی طرح کا حرج واقعہ نہ ہو۔ آج کل کا مروجہ پردہ اسلام کا مدعا ہوتا۔ تو کبھی رسول اکرم یہ تعلیم نہ دیتے اطلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ اور نہ یہ آیت کریمہ نازل ہوتی۔ قل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا۔ قرآن کریم کا بیان کردہ پردہ کرتے ہوئے نہ تو کسی دنیاوی کام میں حرج واقع ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی انسان کسی گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ پھر کائنات قدرت کو اگر دیکھا جائے۔ تو ہر عمدہ اور ضروری چیز کو قدرت نے خود پردے میں رکھا ہے۔ مثلاً گیہوں کی چاول سب اناجوں پر ایک قسم کا پردہ ہوتا ہے۔ آم انار سیب سنگترہ۔ بادام۔ اخروٹ۔ پستہ سب پر قدرت نے پردہ دے رکھا ہے۔ غرض جو عمدہ اور اعلیٰ چیزیں کائنات عالم میں دکھائی دیتی ہیں۔ ان سب پر مناسب پردہ ہے۔ اسی طرح لعل۔ موتی۔ ہیرے سب ایک گونہ پردے میں ہیں۔

افسوس عام مسلمان بہنوں نے مفہوم پردہ کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے۔ وہ برقعہ جو مقامات زینت کو پوشیدہ رکھنے کے واسطے بنایا تھا۔ اسے قیمتی لیس لگا لگا کر بجائے خود ایک زینت اور نمائش بنا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ برقعہ نہایت سادہ ہونا چاہیئے۔ اس پر کسی قسم کا نمائشی کام سخت ہی بے جا نظر آتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ پردہ کے مخالف ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ ہمارے لئے وہ ماتم کا دن ہوگا۔ جب ہمارے ملک کی عورتیں مغربی تہذیب کی تقلید کر کے ننگے سر سڑکوں پر سرگشت کرتی نظر آئیں گی۔ اس وقت پردہ کو اٹھانے والی پارٹی سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے گی۔ جب وہ بد نتائج دیکھے گی۔ جو مرد عورتوں کے بے تکلف خلا ملا سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب بے جا آزادی مستورات کو مل گئی۔ جس کی وجہ سے یورپ نالاں و گریاں ہے۔ تو پھر ہماری خواتین کا اعلیٰ تعلیم پانا۔ یا ڈاکٹر اور گریجویٹ ہو جانا کچھ سود مند ثابت نہ ہوگا۔

جب ہم میں شعائر اسلامی ہی مفقود ہو گئے۔ تو ہمیں کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔ ہم یہی سمجھیں گے۔ کہ یہ ترقی نہیں بلکہ ہاویہ میں گرانے کے لئے سیڑھی لگائی گئی ہے۔ جس پر سے اتر کر خداوند دو عالم سے مہجور ہو کر دھکیلتے ہوئے دوزخ میں گر گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس منحوس دن سے ہر مسلمان خاتون کو بچائے کہ وہ اپنے پیارے مذہب کے زرین اصول کو پس پشت ڈالکر آزاد ہو جائے۔ لیکن اس کے ساتھ میں ان سے جو پردہ کے متعلق بے جا پابندیاں لگاتے ہیں۔ یہ بھی کہونگی۔ کہ اگر اسی طرح مستورات کو قید کرنا پردہ ہوتا۔ تو آغاز اسلام میں ملک اور قوم کی خدمت عورتیں کس طرح کر سکتیں۔ تاریخ اسلام شاہد ہے۔ کہ ایام جنگ میں عورتیں شمشیر زنی کرتیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمار داری کرتیں۔ اور اپنے غض بصر والے پردے کو قائم رکھکر ہر ایک قومی خدمت انجام دیتیں۔

مناسب اصلاح پردے کی یہی ہے۔ کہ قرآن کریم کی ہدایات کے بموجب پردہ کیا جائے۔ تاکہ کئی جانیں جو تازہ ہوا نہ ملنے کے باعث تپ دق اور مختلف بیماریوں کی شکار ہوتی ہیں نجات پائیں۔

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے۔ جس نے اپنے خاص فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نازل فرمایا جنہوں نے حقیقی اسلام کو دنیا پر ظاہر کیا۔ مستورات کی کھوئی ہوئی عزت کو از سر نو قائم کیا۔ اور اپنے مبارک قول و فعل سے بے جا پردے کی سختی مستورات کے سر سے اٹھا دی۔ اپنے پاک نمونہ سے عورت کی قدر و منزلت اور پردے کے حقیقی مفہوم کو ظاہر کیا۔

مرحبا میرے افلاک سے آنے والے
اپنی امت کو ہلاکت سے بچانے والے

میرے احمدی بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ حضور مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چلیں۔ اور مستورات کو اس پردہ میں مقید نہ کریں۔ جو خلاف اسلام ہو۔ اور جو ان کی ترقی دین و دنیا میں حارج ہو۔ کیونکہ جبتک طبقہ خواتین ترقی نہ کریگا۔ اس وقت تک ہماری جماعت کی ترقی مکمل نہیں ہوسکیگی۔ چونکہ عورتوں کی علمی اور ذہنی ترقی آئندہ نسلوں کی ترقی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس لئے ایک ایسی جماعت کے لئے جو ساری دنیا کو فتح کرنا چاہتی ہے ضروری ہے۔ کہ وہ اس طرف خاص توجہ کرے۔

(راقمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی ضلعدار نہر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اقتباسات

## سناتنی اخبار نرغہ میں

احمدی اخباروں کے دماغ میں آج کل یہ خبط سمایا ہوا ہے۔ کہ جن غیر قدرتی عقائد سے اس وقت خود اسلام تنگ آیا ہوا ہے۔ انہیں ہندو دھرم کے گلے مڑھیں۔ چنانچہ طلاق کی رسم کو ہندو دھرم کے گلے مڑھنے کے لئے انہوں نے بھاگوت پران کے ایک فقرہ کا سہارا لیا ہے۔ اس فقرہ میں کرشن مہاراج کی زبان سے رکمنی کو کہلایا گیا ہے۔

"تم نے نافہمی سے چٹھی میرے پاس بھیج دی۔ میں بھی کہنے میں آگیا۔ اب تم کو اجازت ہے۔ جس سے دل ملے اس کا دامن پکڑ لو"

اس فقرہ سے قادیانی اخبار سدھ کرتا ہے۔ کہ کرشن کے زمانہ میں رسم طلاق مروج تھی۔ سناتنی بھائی مسلمانوں کی تقلید میں نیوگ پر جس کا ذکر پراچین آورش لٹریچر میں استھان استھان پر آتا ہے معترض ہوں۔ لیکن طلاق کی ہستی کو بھی وہ تسلیم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ قادیانی معاصر کے اس اعتراض کا جواب دینے کی سدرشن اور جاگرت دو اخباروں نے کوشش کی ہے۔ اور یہ دونوں ہی اخبار سناتنیوں میں بھاوی مان پرتشٹھا کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن دونوں نے جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے ایسی ٹھوکر کھائی ہے۔ کہ قادیانی معاصر کو ایک کے مقابلہ میں دوسرے کو بطور گواہ پیش کرنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ کیونکہ جہاں سدرشن رکمنی کو اس فقرہ کے کرشن کی زبان سے نکلوائے جانے کے وقت بواہتا تسلیم کرتا ہے۔ وہاں جاگرت کہتا ہے۔ کہ رکمنی اس وقت کرشن کی بیاہتا نہ تھی۔

اس جواب سے اس وقت دونوں سناتنی اخبار نرغہ میں ہیں۔ اور اگر پورانوں سے اور خصوصاً بھاگوت کی ناقابل قبول کہانیوں سے وہ بدستور چمٹے رہے۔ تو نہ معلوم ان کو کتنے نرغوں میں پھنسنا پڑے گا۔ (دیپکاش ۱۴ر اگست ۲۶ء)

## اذا زلزلت الارض زلزالها

"ٹائمز آف انڈیا" کے ایک پیام خصوصی میں ایک مشہور اطالوی ماہر سائنس کی پیشگوئی درج کی گئی ہے۔ کہ جاوا، جاپان اور کیلیفورنیا میں جو زلزلے آئے ہیں۔ یہ ایک عام تزلزل ارضی کا پیش خیمہ ہیں۔ جس کا اندیشہ دنیا کو مدتوں سے لاحق تھا۔ اس سلسلہ میں پروفیسر موصوف نے بتایا ہے۔ کہ ۹ر ۱۱ر و ۱۳ر جولائی کو جنوب اور جنوب مشرقی یورپ میں زلزلے آئیں گے اور جولائی کے نصف آخر میں مزید جھٹکے محسوس ہونگے۔ "مستقبل کا حال قطعی طور پر کسی انسان کو نہیں معلوم ہو سکتا۔ لیکن اگر علم ہیئت کی ترقی نے قیاس کی قوت میں اس قدر رسائی پیدا کر دی ہے۔ تو ہمیں اندیشہ ہے۔ کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے۔ جب کہ زمین کی دھجیاں اڑ جائیں گی۔ اور پہاڑ روئی کے گالے کی طرح اڑتے پھریں گے۔" ایسے وقت میں ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی سلامتی کی دعا کرنی چاہیئے تاکہ جس وقت ان لوگوں کا محاسبہ کیا جائے۔ تو تمام مصائب زمانہ کے باوجود ہم اپنے دین متین پر استقلال کے ساتھ قائم ہیں۔ اس وقت ہماری پیشانی پر تاریک نشان نہ نظر آئے۔ اور اس دور ابتلاء و آزمائش میں پورے اتر کر ہم اپنے روحانی مراتب میں ترقی کرتے رہیں۔ جو قومیں نشۂ جوع الارض میں مست ہیں۔ وہ ان نشانات خداوندی پر متانت کی نظر نہیں ڈال سکتیں۔ لیکن جن اقوام کا مذہب ان کو قدرتی نشانیوں سے سبق لینے کی تعلیم دیتا ہے۔ انہیں خواب غفلت سے بیدار ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے (ہمدم ۲۳ر جولائی ۲۶ء)

## "زمیندار" جمعیۃ العلماء کے ترجمان کی نظر میں

تم لوگ امت کی اصلاح کا دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے ہو۔ مگر حال یہ ہے۔ کہ تمہاری زبان میں بچھو کا سا زہر بھرا ہے۔ تمہاری طبیعت میں مقناطیسی کشش کی بجائے آتشین شرارے بھرے ہوئے ہیں۔ اور تمہارے ہاتھ جوڑنے کے بجائے توڑنے کے کام پر مستعد ہیں۔ تم جن کی اصلاح کرنا چاہتے ہو۔ انہیں کافر۔ مشرک، پیر پرست، قبہ پرست، قبر پرست، بدعتی جیسے خطابوں سے یاد کرتے ہو۔ اور پھر امید کرتے ہو۔ کہ وہ تمہارے پیغام کو سن لیں گے۔ تم جن متفرق گلوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا چاہتے ہو۔ ان کے ساتھ رعایت و ملاطفت کا سلوک کرنے کے بجائے سختی و درشتی کا طریقہ اختیار کرتے ہو۔ اور امید رکھتے ہو۔ کہ وہ تمہارے گرد جمع ہو جائیں گے۔ تم لوگوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہو۔ مگر تمہارا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے عمیق مذہبی جذبات کو صدمہ پہنچا کر اور ان کے عقائد کے سب سے زیادہ نازک حصہ پر تیشہ چلا کر انہیں برگشتہ کر دیتے ہو۔ اور پھر بھی یہ توقع رکھتے ہو۔ کہ وہ تمہاری تعلیمات کو خوشی سے قبول کریں گے۔ تم نے اصلاح کے کام کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے۔ کہ کسی کو کافر و مشرک کہدیا اور اس کی اصلاح ہو گئی۔ کسی عمارت کو ڈھا دیا۔ اور بس بدعات و خرافات کا استیصال ہو گیا۔ کسی کے مقتداؤں اور بزرگوں کو گالیاں دیدیں۔ اور بس تبلیغ حق کا فرض ادا ہو گیا۔ کسی کے بلند عارفانہ ایمان کا مضحکہ اڑا دیا اور گویا ضلالت و گمراہی کا سارا طلسم ٹوٹ کر رہ گیا۔ حالانکہ ان طریقوں سے درحقیقت اصلاح نہیں ہوتی۔ بلکہ اور زیادہ خرابی پیدا ہوتی ہے۔ (الجمعیۃ ۱۴ر اگست ۲۶ء)

## فاقہ کشی کے فوائد

ایڈمنڈ ڈمنش پولینڈ کا رہنے والا ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے یہاں کے باشندے اکثر بڑے آرام طلب ہوتے تھے اور آپس میں بضد ہو کر کھانا کھاتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ بہت سے آدمی جوانی کی حالت میں مر جاتے تھے۔ خوراک کے ساتھ وہ کثرت سے شراب استعمال کرتے تھے۔ اور خوب ہنس کھیل کر اوقات بسر کرتے تھے۔ اس لئے جوانی کے عالم تک وہ سوء ہضم وغیرہ کی تکالیف کو محسوس نہ کرتے تھے۔ لیکن جوانی ڈھل جانے پر وہ لوگ طرح طرح کے امراض کا شکار ہو جاتے۔ ایڈمنڈ ڈمنش بچپن ہی سے موٹا تازہ تھا۔ اور کھانے پینے کی بھی خاصی طاقت رکھتا تھا۔ لیکن اس کی ماں نہایت اعتدال پسند تھی۔ اور جب کبھی اس کی طبیعت ناساز ہوتی۔ تو ماں اسے فاقہ کی تاکید کرتی تھی۔ چنانچہ اسے متواتر تجربے کے بعد معلوم ہو گیا۔ کہ جملہ اقسام کی بیماریوں کے تدارک کا بہترین علاج یہ ہے۔ کہ روزہ رکھ لیا جائے۔ بلکہ اس کی ماں تو اسے دو دو تین تین دن تک کھانے کو کچھ نہ دیتی تھی۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ جب وہ جوان ہوا۔ تو اپنے تجربہ کی بنا پر اسے معلوم ہو گیا۔ کہ کھانے کی بھرمار کی بجائے گرسنگی اور فاقہ کشی زیادہ صحت افزا ہے۔ اس لئے وہاں کے نوجوانوں سے اس کی طبیعت بالکل مختلف ہو گئی۔ یعنی وہ سادہ پانی اور موٹی جھوٹی روٹی کو لذیذ اور شراب آلود غذا پر ترجیح دینے لگا۔

۱۹۱۴ء میں وہ امریکہ میں روزگار کی تلاش میں آیا۔ آخر نیویارک میں مقیم ہو گیا۔ کاروبار کے لحاظ سے جولاہا تھا اس لئے وہاں اسے بہت محنت و مشقت کرنا پڑتی تھی۔ ۱۲-۱۲ اور ۱۴-۱۴ گھنٹے کام کرنا اس کا معمول ہو چکا تھا۔ کام کی کثرت سے اس کی صحت خراب ہو گئی۔ پھر اس کو اپنی ماں کا نسخہ یاد آیا اور اس نے ۱۴ دن تک فاقہ کیا۔ اور اس طریقے سے وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ ایک دفعہ نزلہ نے ایسا دق کیا۔ کہ کوئی علاج کارگر ہوتا دکھائی نہ دیتا تھا۔ آخر اس نے فاقہ کیا۔ اور اس طرح اس نے اپنے مرض کی مکمل بیخ کنی کر لی۔ (سدرشن ۱۱ر جولائی ۲۶ء)

## ضروری اعلان

تمام جماعت ہائے احمدیہ کو بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ چندہ کے متعلق تمام منی آرڈرز۔ بیمہ جات۔ رجسٹریاں وغیرہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے پتہ پر آنی چاہئیں۔ کسی کا نام نہ لکھا جائے۔

(ذوالفقار علی خان، قائم مقام ناظر اعلیٰ۔ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(اشتہارات)

# دوخانہ رحمانی کی تین دوائیں

(رجسٹری شدہ)

## محافظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ شدہ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

## حب رحمانی

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ عام بدن کی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ خون پیدا کرتے ہوئے آدمی کو چست و توانا بنا کر رنگ سرخ کرتی ہیں۔ دماغ کا خاص علاج۔ قیمت ۲۵ گولی عہ ٭

## سرمہ نور افزاء

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ سرمہ کمزوری نظر۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ شروع موتیابند۔ نظر کا دن بدن کمزور ہونا ان بیماریوں کے لئے یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ تندرستی میں اس کا استعمال نظر کو بڑھاتا ہے۔ اور کمزوری سے محفوظ رکھتا ہے۔ تجربہ شرط ہے آزمالیں۔ قیمت فی تولہ عہ ٭

المشتہر

**عبدالرحمٰن افغانی دوا خانہ رحمانی قادیان پنجاب**

---

# اس سے بڑھکر اور کیا شہادت ہوسکتی ہے

## سرمہ کے تمام اشتہار دینے والوں کو چیلنج۔ کوئی اشتہار دینے والا اس کے مقابلہ میں اس قسم کی سند پیش کرے

### تریاق چشم (رجسٹرڈ)

کے متعلق ہندوستان بھر کے بہت بڑے خاص ماہر امراض چشم ولایت کے سند یافتہ ڈاکٹر کیپٹن ایس۔ ایم۔ اے فاروقی (سرکاری اعلیٰ افسر) ایم۔ ڈی۔ ای۔ ایم۔ ایس کا سارٹیفکیٹ (ترجمہ)

"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مرزا حاکم بیگ ساکن گجرات (پنجاب) کے تیار کردہ تریاق چشم کو میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بہنا اور ککروں کے لئے بہت ہی مفید اور موثر پایا۔ اس کے اجزاء امراض چشم کے علاج کے لئے بہت مشہور ہیں۔ اور ان اجزا کی مقدار ہر طرح سے صحیح اور ٹھیک نسبت سے ملائی گئی ہے۔ موجد کے تریاق چشم کے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور ستھرا ہے۔ دستخط ایس۔ ایم۔ اے۔ فاروقی کیپٹن۔ ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس اوپتھک سپیشلسٹ (خاص ماہر امراض چشم)"

نوٹ:۔ قیمت "تریاق چشم" (رجسٹرڈ) پانچ روپے فی تولہ۔ اور محصولڈاک علاوہ موازی ۸ر بذمہ خریدار ٭

المشتہر

**خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی شاہ دولہ صاحب گجرات (پنجاب)**

---

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول عے)

باجلاس جناب میاں عبدالمجید خان صاحب عدالتی بہادر سلطان پور۔ راج کپورتھلہ ریاست

ہیرا لعل ولد منشی رام ذات برہمن سکنہ بوڑیوال۔ امرناتھ ولد ہیرا لعل ذات برہمن سکنہ بوڑیوال تحصیل سلطانپور۔ مدعیان

بنام

لعل سنگھ ولد فتح سنگھ ذات کمبو سکنہ دندو پور تحصیل سلطانپور اصل چانن سنگھ ولد جھنڈا سنگھ ذات کمبو سکنہ بوڑیوال تحصیل سلطان پور۔ مدعا علیہم ٭

دعویٰ صما عہ بروئے بہی حساب

حلفیہ بیان و درخواست مدعیان سے پایا جاتا ہے۔ کہ لعل سنگھ مدعا علیہ لاپتہ ہے۔ اس لئے زیر آرڈر ۵ رول عے ضابطہ دیوانی خلاف لال سنگھ مدعا علیہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بہ تقرر ۶ر اسوج سمت ۱۹۸۳ اصالتاً یا مختاراً حاضر ہو کر جواب دہی مقدمہ کرے۔ ورنہ عدم حاضری میں اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ تحریر ۲۵ر ساون سمت ۱۹۸۳ء

مہر عدالت    دستخط حاکم

---

## شرطیہ ملازمت

کام سیکھنے کیلئے امیدواروں کی ضرورت ہے۔ شرطیہ ملازمت یا فیس واپس گارنٹی پراسپکٹس دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں ٭

**سٹی کالج آف کامرس۔ دہلی**

---

## اشتہار تین آنہ میں گھر بیٹھے گورمکھی پڑھ لو

میرے پیارے عزیزو اور بزرگو! بندہ نے بڑی محنت سے گورمکھی استاد چھپوایا ہے جس کے ذریعہ سے اردو جاننے والے ایک ہفتہ تک گورمکھی پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ تین آنہ کے ٹکٹ بھیجکر کتاب ہذا کو منگوالیویں۔ جلدی کریں۔ بہت تھوڑی جلدیں رہ گئی ہیں ٭

المشتہر

منشی عبدالعزیز ہیڈ ماسٹر احمدی پرائمری سکول بھدی تحصیل گڑھ شنکر

---

## آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے۔ امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ محصولڈاک بذمہ خریدار ٭

**محمد احمد اینڈ کمپنی۔ قادیان**

---

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ہندوستان کی خبریں

لکھنؤ۔ ۲۲ راگست۔ حال ہی میں مسلمانان لکھنؤ کا ایک اہم جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا۔ کہ ارض مقدس حجاز کی موجودہ تشویشناک حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندی مسلمانوں کی آل مسلم پارٹیز حجاز کانفرنس ماہ ستمبر میں بلائی جائے۔ تاکہ حجاز کے متعلق مؤثر کارروائی کی جا سکے۔ اس جلسہ میں مہاراجہ محمود آباد اور راجہ صاحب جہانگیر آباد بھی شامل تھے+

راولپنڈی۔ ۲۲ راگست۔ رائے صاحب لالہ امرناتھ چوپڑہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راولپنڈی نے فسادات راولپنڈی کے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ جو کہ مسیان الدین و گلاب ملزمان پر فساد راولپنڈی کے دوران کنہیا دیوی کے اغوا اور حبس بے جا وغیرہ کے الزام میں چل رہا تھا۔ مجسٹریٹ نے ملزمان کو چودہ چودہ سال قید بامشقت کی سزا دی ہے+

حیدرآباد۔ ۲۰ راگست۔ حیدرآباد کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ سر تیج بہادر سپرو جو گذشتہ دوشنبہ کو یہاں پہنچے۔ عدالت عالیہ حیدرآباد کے روبرو راجہ دھن راج گرجی کے مقدمہ میں پیروی کر رہے ہیں۔ جس میں راجہ مذکور نے ریاست کے محکمہ پائیگاہ سے تین لاکھ روپیہ سے زیادہ کا مطالبہ کیا ہے۔ سر تیج بہادر مدعی کی طرف سے حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ اس مقدمہ کو تقریباً گیارہ سال ہو گئے۔ لیکن وہ ہنوز طے نہیں ہوا+

جمشید پور۔ ۱۹ اگست۔ کل شام کو ٹاٹا کے کارخانہ کی ایک لوہے کی بھٹی میں بڑا سخت حادثہ ہوا۔ جس کے باعث سے تیرہ مزدور ہلاک ہو گئے۔ بارہ آدمی شدید زخم خوردہ حالت میں اسپتال میں پڑے ہیں۔ اور تین کی حالت نازک ہے۔ ڈونگے سے جس میں پچاس ٹن پگھلا ہوا لوہا تھا۔ یہ سیال دوسرے برتن میں انڈیلا جا رہا تھا۔ کہ یکایک وہ زنجیر جس میں ڈونگا ٹنگا ہوا تھا ٹوٹ گئی۔ اور یہ پگھلا ہوا لوہا نیچے کام کرنے والے آدمیوں کے اوپر گرا+

شملہ ۱۸ راگست۔ وائسرائے کشور ہند کی سگریٹ کی ڈبیہ جو چاندی کی تھی کسی نے چرا لی۔ ۱۷ راگست کو مرکزی مجلس قانون ساز کو خطاب کرنے کے بعد وائسرائے وائسریگل لاج میں پہنچے۔ مسٹر جیکس نے وائسرائے کا فوٹو لیا۔ مسٹر جیکس ساڑھے بارہ بجے وائسریگل لاج سے گئے۔ اور اپنے آدمیوں کو کیمرہ وغیرہ لانے کا حکم دے گئے۔ مسٹر جیکس کی روانگی کے بعد معلوم ہوا۔ کہ وائسرائے کا سگریٹ کیس جو میز پر رکھا ہوا تھا غائب ہے۔ فوراً سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ ایک سب انسپکٹر پولیس تحقیقات کے لئے بھیجے گئے۔ مگر ڈبیہ دستیاب نہ ہوئی۔ جب وہ ملازموں کو تھانہ لے گئے۔ اور جامہ تلاشی کو کہا۔ تو ڈبیہ نکال کر دے دی۔ دونوں چوری کے الزام میں ماخوذ ہیں+

پٹنہ۔ ۲۱ راگست۔ بہار گورنمنٹ کی ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ سید سلطان احمد پٹنہ یونیورسٹی کے دوبارہ وائس چانسلر مقرر کئے گئے+

بمبئی۔ ۲۴ راگست۔ ڈھائی ہزار بھنگیوں نے ہڑتال کر دی ہے۔ وہ میونسپل کمیٹی کی مجلس ماتحت کے اس فیصلہ کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ کہ آئندہ جدید ملازموں کو پانچ روپیہ ماہوار کا بھتہ نہ ملے گا+

دہلی ۲۴ راگست۔ ہندوستان ٹائمز دہلی لکھتا ہے۔ کہ اتوار کو جمعہ مسجد میں جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اس کے متعلق سنسنی پھیلانے والے قصے مشہور ہو رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شرکائے جلسہ میں ایک چوتھائی وہابی تھے۔ انہوں نے قدم قدم پر مداخلت کی اور مولانا شوکت علی کی تقریر پر پس و پیش کیا گیا۔ اور سیٹیاں بجائی گئیں۔ اور گالیاں دی گئیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ فریقین میں لڑائی ہو گئی۔ اور ایک شخص کے پتھر سے چوٹ آئی۔ ایک شخص خنجر ہاتھ میں لئے ہوئے پایا گیا۔ اس کو نکال دیا گیا۔ مولانا کفایت اللہ نے حاضرین سے مؤتمر اسلامی کے لئے مستقل سرمایہ فراہم کرنے کی اپیل کی۔ جس کا جواب دیا گیا۔ کہ ہم ہرگز چندہ نہ دینگے۔ کیونکہ بہت سے سرمایوں کا کوئی حساب کتاب نہیں دیا گیا۔ اور ان کو خورد برد کر ڈالا گیا۔ اب ان مولاناؤں کو مزید روپیہ نہیں دیا جا سکتا+

بمبئی کے اخبار خلافت کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مولوی ظفر علی چپکے سے بمبئی جا کر ابن سعود کے ایجنٹ سے ملے۔ ابن سعود کو ایک تار دیا۔ جس میں علی برادران کا بھی ذکر تھا۔ اور خاموشی کے ساتھ واپس چلے گئے۔ معاصر موصوف کے بیان کے مطابق مختلف حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ مولوی ظفر علی خاں کی آمد کی اصلی وجہ یہ تھی۔ کہ علی برادران کی تحریروں سے یہ ظاہر ہے کہ حجاز کے متعلق ان کے خیالات بہت کچھ بدلے ہوئے ہیں۔ لہذا اس کا انتظام بے حد ضروری ہے۔ کہ حامیان نجد اپنے آئندہ پروگرام کے متعلق باہمی مشورہ سے ایسی صورت پیدا کر دیں۔ جو ہندوستان کے نجدی پروپیگنڈا کے لئے ضروری ہو+

# ممالک غیر کی خبریں

اتھنز۔ ۲۲ راگست۔ یونان میں انقلاب رونما ہو گیا ہے جنرل کونڈلیس نے اتھنز کی فوجوں کی مدد سے انقلاب کی رہنمائی کی۔ جنرل مذکور کا بیان ہے۔ کہ اس انقلاب کی غرض یہ ہے۔ کہ جنرل پنگولاس کے مظالم سے ملک کو نجات دلائی جائے۔ جنگی جہازات اور بحری فوج بھی جنرل کونڈلیس کی ہمنوا ہے۔ سارے ملک کی فوجیں جس میں سالونیکا کی فوجیں بھی شامل ہیں۔ انقلاب کی تائید میں ہیں+

پیرس۔ ۲۰ راگست۔ اس خیال سے کہ آٹے میں بیس فیصدی کی کفایت ہو جائے۔ حکومت یہ حکم نافذ کر رہی ہے کہ باسی روٹیاں استعمال کی جائیں+

نیویارک۔ ۲۰ راگست۔ ریاست نکاراگوا میں ایک بغاوت ہو گئی ہے۔ جس میں شدید جنگ اور سخت خونریزی واقع ہوئی ہے باغیوں نے پریذیڈنٹ چامورو کی حکومت کا تختہ اولٹ دینے کی کوشش کی۔ اس پریذیڈنٹ کا انتخاب جمہوریہ امریکہ نے تسلیم نہیں کیا تھا۔ باغیوں نے دوران جنگ میں کئی ٹرینیں مادۂ آتشین سے اڑا دیں۔ دارالحکومت کے تعلقات ملک کے دیگر حصص سے منقطع ہو گئے ہیں۔ اور تمام ملک میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہو رہی ہیں+

قاہرہ۔ ۱۹ راگست۔ پارلیمنٹ کے مالی کمیشن نے سفارش کی ہے۔ کہ ۷۵ ہزار مصری پونڈ کی رقم سوڈان کو دی جائے تاکہ وہ مدافعتی فوج پر صرف کرے۔ جس سے توقع ہے۔ کہ مصر اور سوڈان میں مستقل تعلقات استوار ہو جائینگے+

ویانا۔ ۱۹ راگست۔ بیرن گلیشین کو عدالت سے چھوڑ دیا گیا۔ جب انہوں نے ایک بیمہ کی کمپنی کے خلاف اپنا دعویٰ واپس لے لیا بیرن نے اس کمپنی کو اس طرح دھوکا دینے کی کوشش کی تھی۔ کہ ایک موتیوں کے ہار کی بجائے جس کا بیمہ کرایا تھا۔ ایک زندہ چوہا پارسل میں بند کر کے ڈاک سے بھیجا۔ توقع یہ کی تھی۔ کہ چوہا پارسل کو کاٹ کر نکل جائے گا۔ اور اس طرح سب یہ سمجھیں گے۔ کہ ہار کہیں راستہ میں نکل کر گر گیا۔ مگر چوہا توقعات کے خلاف دم گھٹ کر مر گیا۔ اور پارسل کمپنی میں بالکل صحیح و سالم پہونچ گیا+

قسطنطنیہ۔ ۲۰ راگست۔ غیر ملکی ایوان ہائے تجارت کے متعلق سرکاری حلقوں میں گفتگو ہو رہی ہے۔ اور مختلف حکومتوں نے مراسلات بھیجے ہیں۔ اسی اثناء میں حکومت ترکیہ نے اجازت دیدی ہے۔ جب تک گفتگو ہو رہی ہے یہ ایوانہائے کھول دیئے جائیں+

طہران۔ ۲۱ راگست۔ گذشتہ ماہ اپریل میں جو زبردست سیلاب بغداد میں آیا تھا۔ اس کے سلسلہ میں شاہی جاگیرات کے مینیجر توفیق بیگ پر بدیں الزام مقدمہ قائم کیا گیا۔ کہ اس نے ارادتاً (۲) ملازموں کو ابھار کر نہر کھلوائی۔ جس کی وجہ سے بغداد میں سیلاب آگیا۔ عدالت نے فیصلہ دیا۔ کہ ثبوت اس قدر کافی نہیں ہے جس کی بناء پر توفیق بیگ کو ذمہ دار قرار دیا جا سکے۔ لہذا ملزم بے قصور قرار دیا گیا+

اتھنز ۲۲ راگست۔ سالونیکا کی خبریں مظہر ہیں۔ کہ باوجود سرکاری تردید کے جنوبی البانیہ میں شدید بغاوت پھیلی ہوئی ہے۔ جس کا اصل مقصد یہ ہے۔ کہ احمد زوغو کی حکومت کو الٹ دیا جائے۔ جو اس وقت جمہوریہ البانیہ کے صدر ہیں۔ سینکڑوں پناہ گزیں ہجرت کر کے یوگوسلاویہ چلے گئے+

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)